علم علل الحدیث-تحقیقی مطالعہ

نگل ہما*

There are many kinds of Uloom e Hadith. Imam Neshapori has discussed fifty two ulooms in his book "Maarifat Uloom ul Hadith" and the number of ulooms described by Ibn Us Salah, Imam Novvi and Ibn e Mulaqan is sixty five in their books Muqadama Ibn us Salah, "Al Taqreeb fan e usool ul hadith" and "Al Muqnia fi Uloom ul Hadith" respectively. Similarly Allama Siyuti has mentioned ninety three uloom in his book "Tadreeb ul Ravi"In his respect Allama Siyuti writes: اعلم أن انواع علوم الحديث كثيرة لا تعد"There are numerous kinds of Uloom e Hadith that cannot be countedAllama Hazmi Describes his viewpoint in such a way: "علم الحديث يشمل على انواع كثيرة تبلغ مائة، كل نوع منها علم مستقل، لو انفق الطالب فيه عمره ما أدرك نهايته" There are so many types of Uloom e Hadith that reach up to hundred. Every type is complete in itself. A student can never reach its extreme even after consuming his whole life in its study.

One of the most important type of Uloom e Hadith Ilm' e jarah o tadeel', Which is being introduced in this article.

علوم حدیث کی اقسام وانواع بہت زیادہ ہیں۔ متقدمین میں سے حاکم نیشاپوریؒ نے ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں باون، ابن الصلاحؒ نے ''مقدمہ ابن الصلاح''، امام نوویؒ نے ''التقریب'' اور ابن ملقنؒ نے ''المقنع فی علوم الحدیث'' میں پینسٹھ اور سیوطیؒ نے ترانوے علوم ذکر کیے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ سے ان کی بابت منقول ہے۔

"اعلم أن انواع علوم الحديث كثيرة لا تعد". (۱)

''یعنی علوم حدیث کی انواع بے شمار ہیں، انہیں گنا نہیں جا سکتا''۔

حازمیؒ اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"علم الحديث يشمل على انواع كثيرة تبلغ مائة، كل نوع منها علم مستقل، لو انفق الطالب فيه عمره ما أدرك نهايته". (۲)

ذیل میں علم علل الحدیث سے متعارف کروایا جا رہا ہے۔

لغوی مفہوم

علل، علت کی جمع ہے۔ لغوی طور پر اس کا اطلاق بہت سے معانی پر ہوتا ہے لیکن یہ سارے معانی و مفاہیم ایک ہی اصل کی طرف لوٹتے ہیں جیسے: بیماری

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، جھنگ کیمپس، جھنگ۔

"العلة: معنى يحل بالمحل فيتغير به حال المحل". (۳)

''ایسا معنی جو جس مقام پر آئے تو اس مقام کی حالت اس کی وجہ سے بدل جائے''۔

یعنی معنی کسی ایسے مقام پر اترے کہ اس کے پہلے معنی کو بدل دے یا اس کی حالت تبدیل کر دے۔ مرض کو علت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے(۴) کہ اس کے آ جانے سے تندرستی وقوت والی حالت ضعف میں بدل جاتی ہے۔(۵)

علت کا اطلاق نئے حادثے پر بھی کیا جاتا ہے جو آدمی کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔

"الحدث يشغل صاحبه عن وجهه". (۶)

''ایسا واقعہ جو کسی فرد کو مشغول کر دے''۔

سبب کے لیے بھی علت کا استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔

"هذا علة لهذا؛ أي سببٌ". (۷)

''یہ اس چیز کی علت یعنی سبب ہے''۔

اصطلاحی مفہوم

علوم حدیث کی اصطلاح میں ''علت'' ان پوشیدہ اور معمولی اسباب کو کہتے ہیں جو کسی حدیث کی صحت روایت پر اثر انداز ہوتے ہیں اگرچہ اس روایت میں بظاہر کوئی سقم نظر آتا ہو۔

ابن الصلاحؒ لکھتے ہیں:

"وهي عبارة عن اسباب خفية قادحة فيه". (۸)

''یعنی وہ مخفی اسباب جو اس میں نقص پیدا کرتے ہیں''۔

اکثر محدثین اور ائمہ کرام نے اسی مفہوم کو اختیار کیا ہے۔(۹)

حدیث معلل

ہر اس حدیث کو معلل کہا جاتا ہے جس میں کسی علت کی نشاندہی کی گئی ہو۔ علماء حدیث نے اس کی عمومی تعریف اس طرح کی ہے:

"فالحديث المعلل هو الحديث الذي اطلع فيه على علة تقدح في صحته مع أن الظاهر السلامة منها". (۱۰)

''حدیث معلل وہ حدیث ہے جس میں کسی ایسی علت پر اطلاع پائی جائے جو اس کی صحت میں قدح پیدا کردے باوجود اس کے کہ بظاہر وہ اس سے محفوظ ہو''۔

امام حاکمؒ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"فان المعلول ما یوقف علی علته أنه دخل حدیث فی حدیث او وهم فیه راو او أرسله واحد فوصله واهم". (۱۱)

''معلول وہ حدیث ہے جس کی علت کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ ایک حدیث دوسری حدیث میں داخل ہوگئی ہے یا اس میں راوی کو وہم ہوا ہو یا ایک راوی نے مرسل بیان کی ہو اور جسے وہم ہوا اس نے متصل بیان کردیا''۔

حافظ مسعودیؒ نے اس پر مزید اضافہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"هو حدیث ظاهره السلامة، لکن اطلع فیه بعد البحث فی طرقه علی علة قادحة فی السند أو فی المتن، کوصل مرسل أو منقطع، أو ادخال حدیث فی حدیث، أو غیر ذلك". (۱۲)

''یعنی بظاہر ایک حدیث صحیح ہے لیکن اس کے طرق کو دیکھنے کے بعد ایسی علت سامنے آتی ہے جو سند یا متن میں طعن کا سبب بن رہی ہے جیسے مرسل یا منقطع کو متصل قرار دینا یا ایک حدیث کو دوسری میں داخل کرنا وغیرہ''۔

علم علل الحدیث

وہ علم ہے جس کے تحت سابقہ مذکورہ اسباب علل اور حدیث معلول کو زیر بحث لا کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ عجاج الخطیبؒ لکھتے ہیں:

"هو العلم الذی یبحث عن الاسباب الخفیة الغامضة من جهة قدحها فی الحدیث، کوصل منقطع، ورفع موقوف، وادخال حدیث فی حدیث أو الزاق سند بمتن أو غیر ذلك". (۱۳)

''یہ وہ علم ہے جس میں ان گہرے مخفی اسباب کے بارے میں اس پہلو سے بحث کی جاتی ہے کہ وہ حدیث میں قادح ہوتے ہیں جیسے منقطع حدیث کو موصول اور موقوف کو مرفوع بیان کرنا، حدیث کو کسی دوسری حدیث میں داخل کرنا یا کسی سند کو کسی متن کے ساتھ ملا دینا اور اسی طرح کے

دیگر اسباب وغیرہ''۔

ادیب صالح اس سلسلہ میں وضاحت سے لکھتے ہیں:

"هو العلم الذي يجمع الأحاديث المعلولة ويبحث عما يمكن أن يكون علة قادحة في صحة الحديث، كان يكون الحديث موقوفاً ويروي على أنه مرفوع، أو يكون منقطعا منه راو من الرواة أو معضلاً سقط منه راويان على التوالي، ثم يروي على أنه متصل، فرفع الموقوف، ووصل المنقطع أو المعضل، وما شابه ذلك، كان يكون في الحديث تدليس أو ادراج أو غيرهما". (۱۴)

''یہ علم معلول احادیث کو جمع کرتا ہے اور حدیث کی صحت میں طعن کا سبب بن سکنے والی چیزوں کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ جیسے حدیث موقوف ہو اور اس طرح بیان کی جائے کہ وہ مرفوع ہو یا منقطع ہو کہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی گرا ہوا ہو یا معضل ہو کہ اس سے دو راوی پے در پے اکٹھے گرے ہوں پھر اس کو متصل السند بیان کر دیا جائے، موقوف کو مرفوع اور منقطع کو موصول یا معضل بیان کر دیا جائے اور اس طرح کی دیگر چیزیں جس طرح حدیث میں تدلیس یا ادراج ہو وغیرہ''۔

ایک مشکل ودقیق علم

علم علل الحدیث ایک دقیق فن ہے اور علت حدیث جو مخفی بھی ہو اس کی شناخت صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو علم حدیث پر مکمل مہارت رکھتے ہوں۔

ابن حجرؒ، محمد علی بن علیؒ اور سید قاسم الاندجانیؒ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

"هو من أغمض انواع علوم الحديث وأدقها". (۱۵)

یہ علوم حدیث کی انواع میں سے گہرا ترین علم ہے۔

عبدالمعطی امین قلعجیؒ اور محمود طحانؒ لکھتے ہیں:

"معرفة علل الحديث من أجل علوم الحديث وأدقها لانه يحتاج الى كشف العلل الغامضة الخفية التي تظهر الا للجهابذة في علوم الحديث". (۱۶)

''علل حدیث کی پہچان علوم حدیث میں سب سے زیادہ جلیل القدر اور دقیق علم ہے۔

کیونکہ مخفی اور مبہم علتوں کی دریافت صرف علوم حدیث کے ماہرین کا کام ہے''۔
ابن کثیرؒ اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"وهو فن خفي على كثير من علماء الحديث حتى قال بعض حفاظهم معرفتنا بهذا كهانة عند الجاهل". (۱۷)

''یہ فن بہت سے علمائے حدیث سے مخفی ہے، یہاںتک کہ کچھ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اس علم کے ادراک میں ہماری مثال ایسی ہے جیسے کوئی جاہل غیب کی باتیں بتائے''۔

عبد العزیز خولیؒ، محمد محمد ابو زھوؒ، ابن جوزیؒ اور احمد محمد شاکرؒ نے بھی اس علم کے دقیق ہونے کا ذکر کیا ہے۔(۱۸)

الہامی علم

اس علم کی باریک بینی اور حساسیت کی بنا پر اسے الہامی علم کی مانند قرار دیا جاتا ہے۔
عبدالرحمن بن مہدیؒ لکھتے ہیں:

"معرفة علل الحديث الهام، ولو قلت للعالم بعلل الحديث من أين قلت هذا؟ لم يكن له حجة، وكم من شخص لا يهتدي لذلك". (۱۹)

''علل حدیث کی پہچان الہامی ہے۔اگر میں علل حدیث کے عالم سے کہوں کہ تو یہ دور کی کوڑی کہاں سے لایا ہے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور بہت سے لوگوں کو اس کا پتہ ہی نہیں ہے''۔

کسی شخص کے پوچھنے پر جواب دیتے ہوئے موصوف مزید فرماتے ہیں کہ:

"انك تقول للشيء هذا صحيح وهذا لم يثبت، فعمن تقول ذلك؟ فقال أرايت لو أتيت الناقد فأريته دراهمك، فقال: هذا جيد وهذا بهرج. أكنت تسأل عن ذلك، أو تسلم له الامر؟ قال بل اسلم له الأمر، قال: فهذا كذلك بطول المجالسة والمناظرة والخبرة". (۲۰)

''آپ کسی چیز کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور یہ ثابت نہیں تو آپ کس بنا پر یہ کہتے ہیں تو انہوں نے کہا تم مجھے بتاؤ کہ اگر تم کسی سنار کے پاس جاؤ، اس کو اپنے دراہم چیک کرواؤ اور وہ کہے کہ یہ عمدہ ہیں اور یہ کھوٹے ہیں کیا تم اس سے پوچھو گے کہ تم نے ایسا کیوں کہا یا

معاملہ اس کے سپرد کردو گے؟ اس نے کہا بلکہ معاملہ اس کے سپرد کردوں گا۔ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے کہا بس اس علم کا معاملہ بھی اسی طرح ہے لمبی مجلسوں، مناظرے اور گہرے علم سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے''۔

اہمیت

عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اس علم کا شرف ومقام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لأن اعرف علة حديث هو عندي أحب الي من أن أكتب عشرين حديثاً ليس عندي". (۲۱)

''میرے پاس ایک ایسی حدیث جس کی علت کو پہچانوں، مجھے اس بات سے زیادہ عزیز ہے کہ میں بیس (۲۰) ایسی احادیث لکھ ڈالوں جو میرے پاس نہیں''۔

ابن جوزیؒ نے اس علم کو تمام علوم کی بنیاد بتایا ہے۔

"بل هو رأس علومه وأشرفها". (۲۲)

احمد محمد شاکرؒ نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ آپ کی تائید کی ہے۔ (۲۳)

محمد طیب اوکیج لکھتے ہیں:

"ليس بخاف على أحد من المهتمين لعلوم الحديث النبوي الشريف أن علل الحديث من أهم الفنون". (۲۴)

''علوم حدیث نبویہ کے ساتھ اہتمام کرنے والے لوگوں میں سے کسی ایک پر بھی یہ بات مخفی نہیں کہ یہ (علل الحدیث) اہم ترین فنون میں سے ہے''۔

ابن رجبؒ نے اسے دین کی خیر خواہی اور سنت کی حفاظت وصیانت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وأما اهل العلم والمعرفة والسنة والجماعة فانما يذكرون علل الحديث نصيحة للدين، وحفظا للسنة النبيّ وصيانة لها، وتميزاً مما يدخل على رواتها من الغلط والسهو والوهم". (۲۵)

''اہل علم ومعرفت اور اہل سنت وجماعت حدیث کی علتوں کو دین کی خیر خواہی اور سنت رسولؐ کی حفاظت ودفاع کے لیے اوران چیزوں کی تمیز کے لیے بیان کرتے ہیں جو راویوں کی غلطی، سہو یا وہم کی وجہ سے روایات میں آگئیں''۔

معرفت علل کی مثال

کتب اصول میں علل کی معرفت کے فن کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔
ابو حاتم رازیؒ کہتے ہیں:

"مثل معرفة الحديث كمثل فص ثمنه مائة دينار وآخر مثله لونه ثمنه عشرة دراهم". (۲۶)

''علل حدیث کی معرفت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انگوٹھی جس کی قیمت سو (۱۰۰) دینار ہے اوراس کی مانند اسی رنگ کی ایک اور انگوٹھی جس کی قیمت دس (۱۰) درہم ہے''۔
ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"وقد تقصر عبارة المعلل عن اقامة الحجة على دعواه كالصير فى الدينار والدرهم". (۲۷)

''کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معلل کی عبارت اس کے دعویٰ پر دلیل قائم کرنے سے قاصر ہوتی ہے جیسے صراف درہم و دینار کی پرکھ میں کھوٹ کو پہچان لیتا ہے لیکن نشاندہی نہیں کر سکتا''

لہذا جیسے سنار و صراف کا اپنے فن کے ذریعے کھرے اور کھوٹے سکوں میں تمیز کرنا مشکوک نہیں ہوتا اسی طرح محدثین کا کسی روایت پر ایسا حکم لگانا بھی قطعی ہے۔

عالم بالعلل کی اہلیت

اس حوالے سے کتب اصول میں عالم بالعلل کی اہلیت کا ایک عمومی معیار قائم کیا گیا ہے، یہ کہ احادیث میں موجود علل کی شناخت وہی شخص کر پاتا ہے۔ جو متبحر فی العلم ہو، جسے رواۃ کی تاریخ پیدائش و وفات، ان کے اسماء وکنیتوں اور شیوخ سے لقاء ومقام لقاء سے پوری واقفیت ہو۔
ابن الصلاحؒ، طیبیؒ، ابن ملقنؒ اور الجزائریؒ لکھتے ہیں:

"وانما يضطلع بذلك أهل الحفظ والخبرة والفهم الثاقب". (۲۸)

''اور اس کی معرفت صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صاحب حفظ وبصیرت ہوں اور جن کا فہم تیز ہو''۔
امام نوویؒ، ابن جوزیؒ اور احمد محمد شاکرؒ کی بھی یہی رائے ہے۔(۲۹)

ابن حجرؒ اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

"ولا یقوم به الا من رزقه الله تعالیٰ فهماً ثاقباً وحفظاً واسعاً ومعرفة تامة بمراتب الرواة، وملكة قوية بالاسناد والمتون، ولهذا لم يتكلم فيه الا القليل من أهل هذا الشان: كعلي بن المديني، واحمد بن حنبل، والبخارى، ويعقوب بن ابى شيبة، وأبى حاتم، وأبى زرعة، والدار قطني". (۳۰)

''اس علم کے متعلق وہی کلام کرسکتا ہے جسے خدا نے فہم ثاقب، وسیع حافظہ، روایوں کے مراتب کے بارے میں معرفت تامہ اور اسانید و متون کے اعتبار سے قوی ملکہ عطا کیا ہو۔ جیسے علی بن مدینی، احمد بن حنبل، بخاری، یعقوب بن ابی شیبہ، ابو حاتم، ابو زرعۃ اور دارقطنی''۔

احمد محمد شاکر نے ان میں امام ترمذیؒ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (۳۱)

علم علل الحدیث اور امام بخاریؒ

ان مذکورہ بالا تمام ائمہ اور محدثین میں سے امام بخاریؒ کو اس فن میں سب سے زیادہ دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے جب ایک سند کی علت بیان کی تو آپؒ کے شاگرد امام مسلمؒ اس قدر خوش ہوئے کہ کہنے لگے:

"دعنى حتى اقبل رجليك يا استاذ الاستاذين وسيد المحدثين وطبيب الحديث فى علله". (۳۲)

''اے استاذ الاساتذہ! اے سید المحدثین! اے علل حدیث کے طبیب! مجھے اجازت دیجیے میں آپ کی قدم بوسی کرلوں''۔

احمد بن حمدونؒ کا بیان ہے میں نے امام بخاریؒ کو سعید بن مروانؒ کے جنازے میں دیکھا۔ ان کے شیخ محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے اسامی وکنی اور علل حدیث کے بارے میں سوال کررہے تھے جب کہ امام بخاریؒ اس طرح جواب دے رہے تھے جیسے قل ھو اللہ احد پڑھ رہے ہوں۔ (۳۳)

علت اور جرح کا فرق

علم علل الحدیث جرح و تعدیل سے علیحدہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ ایک حدیث کو جرح تعدیل سے ہٹ کر کئی ایک وجوہ کی بناء پر معلول قرار دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں امام حاکم فرماتے ہیں:

"وانما يعلل الحديث من أوجه ليس للجرح فيها مدخل فان حديث المجروح

ساقط واہٍ وعلة الحديث يكثر في أحاديث الثقات أن يحدّثوا بحديث له علة فيخفى عليهم علمه فيصير الحديث معلولاً والحجة فيه عندنا الحفظ والفهم والمعرفة لاغير". (۳۴)

''حدیث کو کئی وجوہات کی بناء پر معلل قرار دیا جاتا ہے اور اس میں جرح کا دخل نہیں ہوتا۔ مجروح راوی کی حدیث ساقط الاعتبار اور ضعیف ہوتی ہے۔ ثقہ راویوں کی روایت کردہ احادیث میں بھی بعض اوقات علت پائی جاتی ہے اور انہیں وہ علت معلوم نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ حدیث معلول ہو جاتی ہے اس کے معلول ہونے کی دلیل ہمارے نزدیک حفظ وفہم اور ادراک کے سوا کچھ بھی نہیں''۔

علل کی معرفت کے چند اصول

علمائے اصول نے احادیث میں موجود علل کی معرفت اور پہچان کے حوالے سے چند رہنما اصول بھی کتب میں ذکر کیے ہیں جن سے کسی صاحب فن کو کسی صائب رائے تک پہنچنے میں سہولت میسر آتی ہے۔ یہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ جمع روایات　　۲۔ اسناد کا موازنہ　　۳۔ نقاد ائمہ کی رائے

جمع روایات

اس طریقہ سے مراد یہ ہے کہ محدث ایک حدیث کی تمام روایات کو جمع کر کے سند و متن کے اعتبار سے ان کا موازنہ کرے۔ اس طریقہ سے ان کے اتفاق واختلاف سے علت کا بھی پتہ چل جائے گا اور ان قرائن کا علم بھی ہو جائے گا جو اس علت سے متعلق ہیں۔ جب تک تمام طرق جمع نہ کیے جائیں اس وقت تک علت سے آگاہی ناممکن ہے۔ ابن المدینیؒ فرماتے ہیں:

"الباب اذا لم تجمع طرقه لم يتبين خطؤه". (۳۵)

علت سے آگاہی کے اس طریقے کی تائید ابو بکر خطیب بغدادیؒ، امام نوویؒ، علامہ طیبیؒ، ابن جوزیؒ، احمد محمد شاکرؒ، محمد بن محمد شبہؒ، محمد بن محمد بن علی الفارسیؒ، صاحب وسیطؒ، محمود طحانؒ اور نور الدین عترؒ نے بھی کی ہے۔(۳۶)

اسناد کا موازنہ

اس طریقہ سے مراد اسناد میں راویوں کے اسلوب کا دیگر اسانید کے طریق سے موازنہ ہے اس طرح

ایک سند کا تفرد واضح ہو جائے گا کیونکہ دیگر اسانید میں وارد رواۃ کے معروف طریقے فرق کو ظاہر کر دیں گے نیز وہ مخفی علت بھی ظاہر ہو جائے گی، جسے عام حالات میں متعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔جیسا کہ نور الدین عتر لکھتے ہیں:

"موازنة نسق الرواة فى الاسناد بمواقعهم فى عامة الاسانيد فيتبين منه أن تسلسل هذا الاسناد تفرد عن المعروف من وقوع رواته فى الاسانيد مما ينبه الى علة خفية فيه. وان كانت هذه العلة يصعب تعيينها". (۳۷)

نقاد ائمہ حدیث کی رائے

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ علت یا قدح حدیث کے بارے میں معروف ائمہ حدیث میں سے کسی امام کا فیصلہ موجود ہو، کیونکہ یہ حضرات ان امور دقیقہ پر گہری نظر رکھنے والے صاحب بصیرت لوگ ہیں۔

ابن رجبؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"حذاق النقاد من الحفاظ لكثرة مما رستهم للحديث ومعر فتهم للرجال وأحاديث كل واحد منهم لهم فهم خاص يفهمون به أن هذا الحديث يشبه حديث فلان، ولا يشبه حديث فلان فيعللون الأحاديث بذلك". (۳۸)

''حفاظ میں سے ماہر ناقدین ائمہ کو حدیث میں کثرت تجربہ،معرفت رجال اوران رجال میں سے ہر ایک کی حدیث کی معرفت کی بناء پر ایک خاص فہم حاصل ہو جاتا ہے۔اس کے ذریعے وہ یہ بات سمجھ لیتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں حدیث کے مشابہ ہے اور فلاں حدیث اس حدیث کے مشابہ نہیں ہے تو وہ اس خاص فہم کی بناء پر احادیث کی علتیں بیان کرتے ہیں''۔

دراصل یہ صرف فہم اور معرفت ہے جس کی بناء پر وہ باقی تمام اہل علم سے مختلف اور خصوصی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں اور علل کے فیصلہ میں اسی فہم اور معرفت پر مدار ہوتا ہے۔

علت کی اقسام اوران کی مثالیں

علت کے وقوع پذیر ہونے کے حوالے سے اس کی مختلف اقسام کتب اصول میں پائی جاتی ہیں۔بعض ائمہ نے زیادہ اور بعض نے محدود اقسام کا ذکر کیا ہے۔امام حاکمؒ نے علت کی دس اقسام بیان کی ہیں۔(۳۹) جب کہ ابن الصلاحؒ نے علل احادیث کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ثم قد تقع العلة في اسناد الحديث وهو الاكثر؛ وقد تقع في متنه. ثم ما يقع في الاسناد قد يقدح في صحة الاسناد والمتن جميعاً كما في التعليل بالارسال والوقف. وقد يقع في صحة الاسناد خاصة من غير قدح في المتن". (۴۰)

''کبھی علت حدیث کی اسناد میں واقع ہوتی ہے اور ایسا زیادہ ہے اور کبھی حدیث کے متن میں واقع ہوتی ہے۔ پھر کبھی اسناد میں واقع علت سند اور متن دونوں کی صحت کو نقصان پہنچاتی ہے جیسے ارسال اور وقف سے معلل ہونا اور کبھی متن کو نقصان پہنچائے بغیر صرف سند کی صحت کو مجروح کرتی ہے''۔

ابن الصلاحؒ کے بعد میں آنے والے مصنفین نے بھی اسی تقسیم کو ملحوظ رکھا ہے۔ (۴۱) حافظ ابن الصلاحؒ نے جو دو اقسام قرار دی ہیں وہ حقیقت میں تین ہیں۔ اس لیے کہ علت سند میں ہوگی یا متن میں یا سند ومتن دونوں میں، اس لیے معاصر علماء نے تین اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔معلل فی السند　　۲۔معلل فی المتن　　۳۔معلل فی السند والمتن

معلل فی السند

معلل فی السند سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں علت ہو لیکن وہ متن کے لیے غیر قادح ہو۔

مثال

"يعلى بن عبيد عن سفيان الثورى عن عمرو بن دينار عن ابن عمر عن النبيﷺ قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا". (۴۲)

نبیﷺ نے فرمایا: ''دو بیع کرنے والے صاحب اختیار ہیں جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں''۔

ابن الصلاحؒ اس حدیث کی سند میں پائی جانے والی علت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فهذا اسناد متصل بنقل العدل عن العدل وهو معلل غير صحيح والمتن على كل حال صحيح، والعلة في قوله، "عن عمرو بن دينار" انما هو عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر، هكذا رواه الائمة من اصحاب سفيان عنه. فوهم يعلى بن عبيد و عدل عن عبد الله بن دينار الى عمر بن دينار و كلاهما ثقة". (۴۳)

''یہ سند متصل ہے جس میں عادل دوسرے عادل سے روایت کرتا ہے حالانکہ یہ معلل اور غیر صحیح ہے لیکن اس کا متن بہر حال صحیح ہے۔ علت راوی کے قول ''عمرو بن دینار'' میں ہے۔ درحقیقت یہ ''عبداللہ بن دینار عن ابن عمرؓ'' ہیں۔ اصحاب سفیان نے ان سے اس طرح ہی روایت کی ہے جبکہ یعلی بن عبید کو وہم ہوا اور انہوں نے ''عبداللہ بن دینار'' کو ''عمرو بن دینار'' سے بدل دیا اور وہ دونوں ثقہ ہیں''۔

معلل فی المتن

معلل فی المتن وہ حدیث ہے جس کے متن میں علت قادحہ موجود ہو۔ اس کی مثال عبداللہ بن مسعودؓ کی درج ذیل حدیث ہے۔

"الطیرة شرك" ثلاثا، وما منا الا، ولکن الله یذهبه بالتوکل". (۴۴)

''شگون لینا شرک ہے، تین دفعہ فرمایا اور ہم سے کوئی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے''۔

یہ حدیث بظاہر سند و متن کے اعتبار سے صحیح ہے مگر اس کا متن ایک مخفی علت کی وجہ سے معلول ہے اور یہ علت ''ما منا الّا'' کے الفاظ میں ہے۔

محمد بن اسماعیل البخاریؒ کہتے ہیں:

"کان سلیمان بن حرب ینکر هذا ویقول هذا الحرف لیس من قول رسول اللهؐ و کانه قول ابن مسعودؓ". (۴۵)

یعنی سلیمان بن حرب کے نزدیک ''ما منا الّا'' ابن مسعودؓ کے الفاظ ہیں۔

مولانا مبارکپوریؒ اس حدیث کے معلل ہونے کی ایک اور توجیہہ یہ بیان کرتے ہیں:

"ویؤیده ان هذا المقدار رواه جمع کثیر عن ابن مسعود مرفوعا بدون الزیادة". (۴۶)

''اس حدیث کے معلل ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اس حدیث کو ابن مسعودؓ سے کئی لوگوں نے اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے''۔

معلل فی السند والمتن

جس حدیث کی سند اور متن دونوں میں کوئی مخفی علت پائی جائے۔ اسے معلل فی السند والمتن کہتے

ہیں۔اس کی مثال درج ذیل حدیث ہے۔

"حدثنا بقية بن الوليد: حدثنا يونس بن يزيد الأيلي، عن الزهري، عن سالم، عن ابن عمر قال: قال رسول اللهؐ "من ادرك ركعة من صلاة الجمعة أو غيرها فقد أدرك الصلوٰة". (۴۸)

"یعنی جس شخص نے صلاۃ جمعہ یا کسی اور نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز باجماعت کو پالیا"۔

ابو حاتم رازیؒ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی سند اور متن دونوں میں خطا موجود ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

"هذا خطأ المتن والاسناد انما هو الزهرى عن ابى سلمة عن أبى هريرة عن النبىؐ "من أدرك من صلاة ركعة فقد أدركها" وأما قوله من صلاة الجمعة فليس هذا فى الحديث فوهم فى كليهما". (۴۹)

"یہ روایت زہریؒ نے ابو سلمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ کے واسطے سے نبیؐ سے بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا "جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز کو پالیا"۔ جہاں تک ان کے قول "من صلوة الجمعة" کا تعلق ہے تو وہ اس حدیث میں نہیں ہے۔لہذا راوی کو سند اور متن دونوں میں وہم ہوا"۔

مزید برآں یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے اور سب بقیہ عن یونس والی روایت سے مختلف ہیں۔یہی سبب علت ہے۔(۵۰)

علل الحدیث کی اہم کتب

اس فن پر مستقل تصانیف دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی ہجری کے اول میں لکھی گئیں۔ اس کی قدیم کتب ابواب پر مشتمل نہ تھیں جس طرح کہ ابن معینؒ اور علی بن مدینیؒ کی تصانیف وغیرہ۔ پھر علمائے علل نے اپنی کتب کو ابواب پر مرتب کیا اور بعض نے مسانید کی طرز پر تصانیف لکھیں۔ان کتب کی تالیف میں غالب منہج یہ تھا کہ شیخ سے کسی حدیث کے بارے میں معین سند پر سوال کیا جاتا وہ اس حدیث کی سند یا متن یا دونوں میں پائی جانے والی غلطی کو بیان کرتا اور کبھی اس کی بعض صحیح سندوں کو بیان کرتا اور وہ پوچھی جانے والی حدیث کی علت کے بیان میں صحیح طرق پر اعتماد کرتا اور کبھی کبھی سند کے بعض راویوں کا تعارف کروا دیتا اور ان کے احوال کو قوت وضعف اور حفظ وضبط کے اعتبار سے واضح کرتا،اس لیے بعض

مصنفین نے اپنی کتابوں پر''التاریخ والعلل'' یا''الرجال والعلل'' کے نام کا اطلاق کیا ہے۔

اس فن پر لکھی گئی اہم کتب درج ذیل ہیں۔

۱۔العلل	سفیان بن عیینہ الھلالی (۱۹۸ھ)
۲۔التاریخ والعلل	یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ)
۳۔کتاب العلل	علی بن عبداللہ المدینی (۲۳۴ھ)
۴۔کتاب العلل ومعرفۃ الرجال	احمد بن حنبل (۲۴۰ھ)
۵۔العلل	ابوبکر احمد بن محمد بن ہانی الاسکافی الاثیر (۲۶۱ھ)
۶۔المسند المعلل	یعقوب بن شیبہ السدوسی البصری (۲۶۲ھ)
۷۔العلل الکبیر	محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۷۹ھ)
۸۔العلل الصغیر/علل الترمذی	ایضاً
۹۔التاریخ وعلل الرجال	ابوزرعہ دمشقی (۲۸۰ھ)
۱۰۔المسند المعلل	حافظ ابوبکر احمد بن عمرو البصری البزار (۲۹۲ھ)
۱۱۔کتاب العلل فی الحدیث	حافظ ابواسحاق ابراہیم بن ابی طالب النیشاپوری (۲۹۵ھ)
۱۲۔کتاب العلل	ابوبکر احمد بن محمد بن ھارون البغدادی المعروف بالخلال (۳۱۱ھ)
۱۳۔علل الحدیث علی معرفۃ الرجال	عبدالرحمٰن بن محمد ابی حاتم رازی (۳۲۷ھ)
۱۴۔کتاب العلل	ابوعلی نیشاپوری، حسین بن علی بن یزید (۳۴۹ھ)
۱۵۔کتاب العلل	محمد ابن محمد بن احمد بن اسحاق نیشاپوری کرابیسی (۳۷۸ھ)
۱۶۔العلل الواردہ فی الاحادیث النبویہ	علی بن عمر الدار قطنی (۳۸۵ھ)
۱۷۔کتاب العلل	ابوعبداللہ حاکم ابن البیع (۴۰۵ھ)
۱۸۔جزء فیہ علل الحدیث	عبداللہ بن محمد (۵۴۱ھ)
۱۹۔المعتل من الحدیث	ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن الازدی الاشبیلی (۵۸۱ھ)
۲۰۔العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ	ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن ابی الحسن بن علی بن محمد بن علی (۵۹۷ھ)
۲۱۔شرح علل الترمذی	ابن رجب، عبدالرحمٰن بن احمد بغدادی (۷۹۵ھ)

۲۲۔الزھر المطلول فی الخبر المعلول ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)(۵۱)

پس علم علل الحدیث علوم حدیث میں سے ایک اہم اور دقیق علم ہے۔اس میں اسباب علل اور معلول احادیث کو زیر بحث لا کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔امام بخاری کو اس فن میں دسترس حاصل تھی۔یہ علم جرح و تعدیل سے علیحدہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔اس علم کی باریک بینی اور حساسیت کی بناء پر اسے الہامی علم کی مانند اور دین کی خیر خواہی اور سنت کی حفاظت وصیانت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔اس فن پر مستقل تصانیف دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی ہجری کے اول میں لکھی گئیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) السیوطی، عبد الرحمن بن ابوبکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق، ابو قتیبہ نظر محمد الفاریابی، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۶ھ، ص:۲۲

(۲) ایضاً

(۳) الزبیدی، محمد مرتضیٰ، محب الدین، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الفکر بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ، ۵۱۷/۱۵؛ ابن رجب، عبد الرحمن بن احمد، حنبلی، شرح علل الترمذی، مکتبہ الرشد، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۱ھ، ۱۵/۱

(۴) الجوھری، ابو نصر، اسماعیل بن حماد، الصحاح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۴۶/۴؛ ابن منظور، جمال الدین بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، س ن، ۴۷۱/۱۱؛ تاج العروس، ۵۱۶/۱۵

(۵) تاج العروس، ۵۱۷/۱۵

(۶) الصحاح، ۱۴۴۶/۴؛ لسان العرب، ۴۷۱/۱۱؛ تاج العروس، ۵۱۷/۱۵

(۷) لسان العرب، ۴۷۱/۱۱

(۸) ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشھرزوری، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۹۸ھ

(۹) النووی، ابوزکریا، یحییٰ بن شرف، التقریب فی اصول الحدیث، مکتبہ خاور مسلم مسجد لاھور، س ن، ص: ۱۱۰؛ احمد محمد شاکر، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث للحافظ ابن کثیر، مکتبۃ دار الفیحا دمشق، مکتبۃ دار السلام الریاض، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۴ھ، ص: ۱۷۳؛ ابن ملقن سراج الدین، عمر بن علی بن احمد، المقنع فی علوم الحدیث، تحقیق، عبد اللہ بن یوسف، دار فواز للنشر، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۳ھ، ۲۱۲/۱؛ ابن جوزی، العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۴ھ، ۵/۱؛ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، نور محمد اصح

المطابع کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ۱۳۷۹ھ، ص: ۱۲۱؛ عتر، نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، دار الفکر دمشق، الطبعة الثانیة، ۱۴۰۱ھ، ص: ۴۴۷؛ طاہر بن صالح بن احمد الجزائری، توجیہ النظر الی اصول الأثر، مطبع احمد ناجی مصر، س ـ ن، ص: ۲۶۵

(۱۰) مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۳۹۸ھ، ص:۴۲؛ ابن حجر عسقلانی، شرح نخبة الفکر، مکتبة الغزالی، دمشق، الطبعة الثانیة، ۱۴۱۰ھ، ص:۸۳؛ المقنع فی علوم الحدیث، ۲۱۲/۱؛ الطیبی، حسین بن عبد الله، الخلاصة فی اصول الحدیث، تحقیق، صبحی السامرائی، احیاء التراث الاسلامی، الطبعة الخامسة، ۱۳۹۱ھ، ص: ۷۰؛ الباعث الحثیث، ص:۷۳؛ علی بن المدینی، مقدمہ علل الحدیث ومعرفة الرجال، ص: ۱۰؛ منہج النقد، ص:۴۴۷؛ الفارسی، محمد بن محمد بن علی، جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول، تحقیق، ابو المعالی القاضی اطہر مبارکپوری، المکتبة العلمیة بالمدینة المنورة، س ـ ن، ص:۴۸؛ قاسم الاندجانی، سید، المصباح فی اصول الحدیث، مطبعة المدنی المؤسسة السعودیة بمصر، ۱۳۷۹ھ، ص:۱۷۲؛ محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ اردو بازار لاہور، س ـ ن، ص:۹۸؛ توجیہ النظر، ص:۲۶۵

(۱۱) معرفة علوم الحدیث، تصحیح و حواشی، ڈاکٹر، سید معظم حسین، دار الکتب المصریة مدینہ منورہ، الطبعة الثانیة، ۱۳۹۷ھ، ص:۱۱۹

(۱۲) حافظ حسن، المسعودی، منحة المغیث فی علم مصطلح الحدیث، شرکة مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلوی واولادہ بمصر، ۱۳۸۶ھ، ص: ۲۷

(۱۳) عجاج الخطیب، اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ، دار الفکر بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ، ص:۲۹۱؛ عجاج الخطیب، المختصر الوجیز فی علوم الحدیث، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ص:۱۲۱

(۱۴) لمحات فی اصول الحدیث، المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت، الطبعة الثانیة، ۱۳۹۳ھ، ص:۸۲

(۱۵) شرح نخبة الفکر، ص: ۸۲ـ۸۳؛ تھانوی، محمد اعلیٰ بن علی الفاروقی، کشاف اصطلاحات فنون، سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۱۳ھ، ۱۰۳۸/۲؛ المصباح فی اصول الحدیث، ص: ۷۱

(۱۶) مقدمہ علل الحدیث ومعرفة الرجال، ص: ۱۱؛ تیسیر مصطلح الحدیث، ص: ۹۹

http://www.alqalamjournalpu.com/

(۱۷) الباعث الحثیث، ص:۷۲

(۱۸) خولی، محمد عبد العزیز، مفتاح السنة او تاریخ فنون الحدیث، مطبعة مصطفی محمد بمصر، الطبعة الاولیٰ، ۱۳۵۰ھ، ص: ۱۵۹؛ محمد محمد ابوزهو، الحدیث والمحدثون، مطبعة مصر، س ـن، ص: ۴۷۸؛ العلل المتناهية فی الاحادیث الواهية، ۱/۵؛ الباعث الحثیث، ص: ۷۳

(۱۹) تدریب الراوی، ص:۱۲۵؛ شرح نخبة الفکر، ص:۸۵؛ الصنعانی، محمد بن اسماعیل، توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۱۸ھ، ۱/۴۲؛ الباعث الحثیث، ص:۷۳؛ المصباح فی اصول الحدیث، ص:۷۱؛ محمد بن محمد ابو شهبة، الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، عالم المعرفة جده للنشر والتوزیع، س ـن، ص:۴۲۵؛ معرفة علوم الحدیث، ص:۱۱۳

(۲۰) مقدمه علل الحدیث و معرفة الرجال، ص:۱۱؛ تدریب الراوی، ص:۱۲۵؛ الباعث الحثیث، ص:۷۳ـ۷۴

(۲۱) ابو حاتم رازی، علل الحدیث، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ، ۱/۱۰؛ معرفة علوم الحدیث، ص:۱۱۲؛ تدریب الراوی، ص:۱۲۵؛ توجیه النظر، ص:۱۸۳

(۲۲) العلل المتناهية فی الاحادیث الواهية، ۱/۵

(۲۳) الباعث الحثیث، ص:۷۳

(۲۴) احمد بن حنبل، مقدمه کتاب العلل ومعرفة الرجال، انقره، ۱۹۶۳ء، ص:د

(۲۵) ابن رجب، عبد الرحمن بن احمد، حنبلی، شرح علل الترمذی، مکتبه الرشد، الریاض، الطبعة الثانية، ۱۴۲۱ھ، ۲/۸۰۷ـ۸۰۸

(۲۶) علل الحدیث، ۱/۱۰؛ توجیه النظر، ص:۲۷۱

(۲۷) شرح نخبة الفکر، ص:۸۴

(۲۸) مقدمه ابن الصلاح، ص:۴۲؛ الخلاصة فی اصول الحدیث، ص:۷۰؛ المقنع فی علوم الحدیث، ۱/۲۱۲؛ توجیه النظر، ص:۲۶۵

(۲۹) العلل المتناهيه فی الاحادیث الواهية، ۱/۵؛ الباعث الحثیث، ص:۷۳، التقریب، ص:۱۰

(۳۰) شرح نخبة الفکر، ص:۸۴ـ۸۵؛ مفتاح السنة او تاریخ فنون الحدیث، ص:۱۵۹

(۳۱) الباعث الحثیث، ص:۷۳

(۳۲) توضیح الافکار، ۱/۴۴؛ معرفة علوم الحدیث، ص: ۱۱۳ـ۱۱۴

(۳۳) الذهبی، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة

http://www.alqalamjournalpu.com/

بیروت، ۱۹۸۰ء، ۱۲/۴۳۲؛ النووی، ابو زکریا یحیی بن شرف، تهذیب الاسماء واللغات، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، س۔ن، ۱/۶۹

(۳٤) معرفة علوم الحدیث، ص: ۱۱۲۔۱۱۳

(۳٥) کشاف اصطلاحات الفنون، ۲/۱۰۳۸؛ مقدمه ابن الصلاح، ص:٤۳؛ السخاوی، ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن، شمس الدین، فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی، مکتبه نزار مصطفی الباز، الطبعة الثانیة، ۱٤۲۲ھ، ص:۱۰۲؛ الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، ص:٤۲٥؛ توجیه النظر، ص:۲٦٥

(۳٦) خطیب بغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، تحقیق، محمود الطحان، مکتبه المعارف الریاض، ۱٤۰۳ھ، ۲/۲۹٥؛ التقریب، ص: ۱۰؛ الخلاصة فی اصول الحدیث، ص:۷۱؛ العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة، ۱/۲٦؛ الباعث الحثیث، ص:۷۳؛ اعلام المحدثین، مطابع دار الکتاب العربی بمصر، س۔ن، ص:۳۱۱؛ الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، ص:٤۲٥؛ جواهر الاصول فی علم حدیث الرسول، ص:٤۸؛ تیسیر مصطلح الحدیث، ص:۱۰۰؛ منهج النقد، ص:٤٥۱؛ النووی، ابو زکریا یحیی بن شرف، ارشاد الطلاب الحقائق الی معرفة سنن خیر الخلائق، تحقیق، عبد الباری فتح الله السلفی، مکتبة الایمان، مدینه منوره، ۱٤۰۸ھ، ۱/۲۳۹

(۳۷) منهج النقد، ص:٤٥۱ (۳۸) شرح علل الترمذی، ۲/۷٥٦

(۳۹) دیکھیے معرفة علوم الحدیث، ص:۱۱۲ تا ۱۱۹

(٤۰) مقدمه ابن الصلاح، ص:٤۳

(٤۱) ارشاد الطلاب الحقائق، ۱/۲٤۱۔۲٤۲؛ الخلاصة فی اصول الحدیث، ص:۷۱؛ المقنع فی علوم الحدیث، ۱/۲۱۳؛ تیسیر مصطلح الحدیث، ص:۱۰۰۔۱۰۱

(٤۲) البخاری، ابو عبد الله، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الثانیة، ۱٤۱۹ھ، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا، (۲۰۷۹)، باب ما یمحق الکذب والکتمان فی البیع (۲۰۸۲)، باب البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، (۲۱۱۰)، باب اذا کان البائع بالخیار هل یجوز البیع؟، (۲۱۱٤)؛ مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعة الثانیة، ۱٤۲۱ھ، کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس، (۳۸٥۳)؛ الترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الاولی ۱٦۲۰ھ، کتاب البیوع، باب ما جاء البیعان بالخیار ما لم یتفرقا او یختارا، (۱۲٤٥)؛ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی

دالود، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الاولی، ۱٤۲۰ھ، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین، (۳٤٥۷)؛ النسائی، ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب بن علی، سنن النسائی، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الاولی، ۱٤۲۰ھ، کتاب البیوع، باب وجوب الخیار للمتبایعین قبل افتراقهما، (٤٤٦۹)؛ ابن ماجه، ابو عبد الله، محمد بن یزید، سنن ابن ماجه، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الاولی، ۱٤۲۰ھ، کتاب التجارات، باب البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، (۲۱۸۲، ۲۱۸۳)

(٤۳) مقدمه ابن الصلاح، ص:٤۳

(٤٤) سنن ابی دالود، کتاب الکهانة والتطیر، باب فی الطیرة، (۳۹۱۰)؛ سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب من کان یعجبه الفأل ویکره الطیرة، (۳٥۳۸) (اس روایت میں "من" نہیں ہے) (۳٥۳۸)؛ جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الطیرة، (۱٦۱٤)(اس روایت میں "الا" نہیں ہے)

(٤٥) خطابی، ابو سلیمان، معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱٤۱٦ھ، ۲۱٥/٤

(٤٦) تحفة الاحوذی فی جید برقی پریس دهلی تحت ادارة الحکیم ذکی احمد الامروهوی، س-ن، ٤۰۰/۲

(٤۷) سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها، باب ما جاء فیمن ادرک من الجمعة رکعة، (۱۱۲۳)

(٤۸) علل الحدیث، ۱۷۲/۱

(٤۹) دیکھیے صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب من أدرک من الصلاة رکعة، (٥۸۰)؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من ادرک رکعة من الصلاة فقد ادرک تلک الصلاة، (۱۳۷۱)؛ سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها، باب ما جاء فیمن ادرک من الجمعة رکعة، (۱۱۲۲)؛ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب من أدرک من الجمعة رکعة، (۱۱۲۱)؛ سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب من أدرک رکعة من الصلاة، (٥٥٤، ٥٥٥، ٥٥٦، ٥٥۷)

(٥۰) تفصیلات کے لیے دیکھیے: اصول الحدیث علومه و مصطلحه، ص: ۲۹٦؛ الوسیط فی علوم الحدیث، ص: ٤۲۷-٤۲۹؛ العلل المتناهیة، ۱٦/۱؛ حاجی خلیفه، مصطفیٰ بن عبد الله، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، نور محمد اصح المطابع، کارخانه تجارت کتب آرام باغ، کراچی، س-ن، ۱٤٤۰/۲؛ المطیعی، محمد نجیب، تبسیط علوم الحدیث و ادب

الروایة، مطبعة حسّان قاهره، س۔ن، ص: ٦٩۔٧٠؛ اعلام المحدثین، ص: ٣١١؛ لمحات فی اصول الحدیث، ص: ٢٨٣؛ مقدمه علل الحدیث ومعرفة الرجال، ص: ١١؛ الخلاصة فی اصول الحدیث، ص: ٧٣؛ الأعظمی، محمد ضیاء الرحمن، معجم مصطلحات الحدیث ولطائف الأسانید، مکتبه أضواء السلف، الریاض، الطبعة الاولیٰ، ١٤٢٠ھ، ص: ٤٤٨؛ ابراهیم بن صدیق، علم علل الحدیث، المملکة المغربیة وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیة، ١٤١٥ھ، ١/ ٧٠۔١٨٠؛ توجیه النظر، ص: ٢٧١؛ اسماعیل باشا، ابن محمد امین بن میر سلیم، ایضاح المکنون فی ذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س۔ن، ٢/ ٣١٤؛ ابن خیر، ابوبکر، محمد بن خیر بن عمر الاشبیلی، فهرست ابن خیر الاشبیلی، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س۔ن، ص: ١٧٢۔١٧٣؛ الرسالة المستطرفة، ص: ١٢١۔١٢٢؛ منهج النقد، ص: ٤٥٤؛ الحدیث والمحدثون، ص: ٤٧٨۔٤٧٩؛ الباعث الحثیث، ص: ٧٢۔١٧٣؛ مفتاح السنة او تاریخ فنون الحدیث، ص: ١٥٩؛ المختصر الوجیز، ص: ١٢٢؛ تیسیر مصطلح الحدیث، ص: ١٠١

☆☆☆☆☆